پروفیسر محمد یٰسین ظفر
فاضل مدینہ یونیورسٹی، پرنسپل جامعہ سلفیہ

کویت میں چند روز

جمعیت احیاء التراث الاسلامی کویت ایک عالمی رفاہی تنظیم ہے جس کا دائرہ عمل پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ اسلامی فلاحی تنظیموں میں شاید دوسری کوئی تنظیم اتنی مرتب اور منظم ہو جتنی کہ جمعیت احیاء۔ اس کا مرکزی دفتر قرطبہ میں ہے جبکہ اس کی فروعات پورے کویت میں موجود ہیں اور ہر فرع اپنی جگہ مکمل آزاد اور خودمختاری کے ساتھ عوامی فلاح و بہبود کے کاموں میں حصہ لیتی ہیں اور اپنے بجٹ سے ایک معقول حصہ مرکزی دفتر کے سپرد کرتی ہیں تاکہ وہ بھی اپنے پروگراموں کو چلا سکے۔

جمعیت کی دینی، تعلیمی، ملی، فلاحی خدمات نہ صرف کویت تک محدود ہیں بلکہ پوری دنیا کے مسلمان اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ اسی تناظر میں جمعیت کے تحت مختلف لجان (کمیٹیاں) کام کر رہی ہیں جن میں لجنۃ القارہ افریقیہ، لجنۃ الاوربا، لجنۃ لمشرق آسیا اور لجنۃ القارۃ الہندیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ لجنۃ القارۃ الہندیہ اس کے تحت پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، سری لنکا، نیپال، افغانستان وغیرہ ہیں۔ جن میں لجنۃ کی جانب سے اب تک سینکڑوں مساجد، مدارس، تعلیمی ادارے، یتیم خانے، ہسپتال، ڈسپنسریاں، کنویں، ٹیوب ویل وغیرہ کے عظیم منصوبے مکمل ہو چکے ہیں۔ جبکہ لا تعداد دعاۃ مرشدین کی کفالت کے علاوہ یتیموں، بیوگان اور نادار طلبہ کی سرپرستی کا کام جاری ہے اور اسی لجنۃ کے تحت رمضان المبارک میں افطاری پروگرام اور عید الاضحیٰ کیلئے قربانیوں کا منصوبہ بھی جاری ہے۔ لجنۃ القارۃ الہندیہ نے کویت میں مقیم مسلمانوں کی رہنمائی اور دینی تعلیم و تربیت کے لئے لجنۃ الدعوۃ تشکیل دی ہے۔ جس کے روح رواں مولانا عارف جاوید محمدی حفظہ اللہ ہیں۔ جو بہت سادہ مزاج اور سلیم الفطرت ہیں اور کتاب و سنت کی دعوت کو عام کرنے کیلئے ہر وقت غور و فکر میں رہتے ہیں۔ ان کی مساعی جمیلہ سے کویت میں مقیم مسلمانوں میں دینی شعور پیدا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت سے انہیں بہترین رفقاء میسر ہیں۔ جن میں خاص طور پر مولانا بشیر الطیب، مولانا عبدالخالق، مولانا محمد اسحاق، مولانا انور سلفی اور مولانا عبداللہ شامل ہیں۔

لجنۃ القارۃ الہندیہ کے مدیر الشیخ ابو خالد فلاح المطیری حفظہ اللہ بے حد ملنسار اور خلیق ہیں جن کے خصوصی تعاون اور مرکزی رئیس جناب الشیخ طارق العیسی حفظہ اللہ کی بھرپور توجہ سے کویت کے ویزے کا حصول ممکن ہوا۔

کویت ایک اسلامی ملک جس کی آبادی سو فیصد مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ اور تیل کی دولت سے مالا مال ہے۔ مقامی لوگ نہایت آسودہ زندگی بسر کرتے ہیں اور پیسے کی فراوانی کی وجہ سے زندگی کی تمام سہولتیں باآسانی میسر ہیں۔ یہاں کے تاجر بہت ہی اچھے ہیں۔ ان میں نیکی کا جذبہ پایا جاتا ہے اور بڑی فراخ دلی سے دینی کاموں میں حصہ لیتے ہیں اور دنیا بھر کے مسلمان اور فلاحی تنظیمیں ان سے مالی تعاون حاصل کرتی ہیں اور یہ حضرات دل کھول کر عطیات دیتے ہیں یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ باوجود آنکہ کویت میں امریکی افواج اور عراق جنگ کے بعد اقتصادی حالات وہ نہ رہے جو پہلے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے کاروبار میں برکت فرمائے۔

کویت میں زیادہ قیام مرکز (لجنۃ الدعوۃ) میں رہا یہ دراصل دعوت و تبلیغ کا بنیادی دفتر ہے۔ جس میں علماء کرام کے قیام کے علاوہ ایک لائبریری اور کیسٹوں کی تیاری کا مرکز ہے۔ اس مرکز میں جو علماء قیام رکھتے ہیں ان میں مولانا عبدالخالق صاحب، مولانا محمد انور سلفی صاحب قابل ذکر ہیں جبکہ جناب جاوید اختر صاحب اور جسیم صاحب بھی مرکز کی خدمت میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں۔ جناب جاوید اختر صاحب ایبٹ آباد کے رہنے والے ہیں۔ خوش مزاج اور گفتگو کے دھنی ہیں۔

غیرت مند مسلمان اور اسلام کے جانثار ہیں۔ خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں۔ جبکہ جسیم صاحب کا تعلق ہند سے ہے۔ ملنسار اور خلیق ہیں۔

مولانا عبدالخالق جامعہ سلفیہ کے فارغ التحصیل ہیں۔ اپنی اعلیٰ تعلیم مدینہ منورہ جامعہ اسلامیہ میں مکمل کی ہے اور عرصہ آٹھ سال سے کویت میں دعوتی کام سرانجام دے رہے ہیں۔ فاضل نوجوان ہیں' مطالعہ کا گہرا شوق رکھتے ہیں' عمدہ خطیب اور دلپذیر مبلغ ہیں۔ کشادہ دل کے مالک ہیں اور حکمت و بصیرت کے داعی ہیں۔ مشکل سے مشکل بات بڑی آسانی سے کہہ جاتے ہیں۔ مدلل گفتگو کرنے کے عادی ہیں۔ اور معترض اور مخالف کی بات ہمیشہ خندہ پیشانی سے سنتے ہیں اور بڑے حوصلے سے جواب دیتے ہیں۔ ان کے حلقہ درس میں سینکڑوں لوگ شامل ہیں اور ہمیشہ ان کو سننے کے مشتاق رہے ہیں۔ ان کی مساعی سے اصلاحی دعوت کا دائرہ کار بہت وسیع ہے جس کے اثرات واضح محسوس کئے جا سکتے ہیں۔ کویت میں رہنے والے مسلمان بالخصوص پاکستانیوں کا باہمی اتحاد و اتفاق قابل رشک ہے۔ تمام پروگراموں میں پوری دلجمعی سے شرکت کرتے ہیں اور اپنی بساط سے بڑھ کر خرچ کرتے ہیں۔ یہی باعث ہے کہ ان کے ماہانہ پروگرام قرطبہ کا شدت کے ساتھ انتظار کیا جاتا ہے۔ جہاں ایک محتاط اندازے کے مطابق ہر مہینے آٹھ سو سے ہزار تک مرد جبکہ پانچ چھ سو خواتین شرکت کرتی ہیں۔ اور بڑی دلچسپی سے علماء کے بیان سنتے ہیں۔ اس موقعہ پر تمام شرکاء کو کھانا پیش کیا جاتا ہے جس کی تیاری خود کارکن کرتے ہیں اور اپنے ہاتھوں تقسیم کرتے ہیں۔ اپنائیت اور ہمدردی کے مناظر دیدنی ہیں۔

کویت کے اس سفر میں یہ بات شدت کے ساتھ محسوس کی گئی کہ اگر داعی پوری حکمت اور دانائی کے ساتھ اپنی دعوت پیش کرے اور اختلافات کو بالائے طاق رکھے صرف کتاب و سنت کو موضوع سخن بنائے تو کوئی وجہ نہیں کہ دعوت بہت جلد قبولیت کا درجہ پائے اور عام لوگ بھی اس دعوت کو خاص توجہ سے سنتے ہیں اور متاثر ہوتے ہیں۔ عقیدے کی اصلاح دعوت کا بنیادی حصہ ہے۔ اس کے ساتھ اخلاق کی درستگی اور حسن سلوک کی تلقین بے حد ضروری ہے لیکن یہ دعوت مثبت انداز میں ہو نہ کہ منفی۔ دین سے عدم واقفیت بہت سارے سوالات کو ذہن میں جنم دیتی ہے اور اطمینان قلب کے لئے کسی سے بھی رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش ہوتی ہے۔ لہٰذا درس یا تقریر کے بعد اگر سوالات کا موقعہ دیا جائے تو یہ انداز نہایت مفید اور نتیجہ خیز ہوگا۔ بشرطیکہ جواب دینے والا بھی معاملات کی نزاکت کو سمجھتا ہو۔

دیگر علماء کرام میں مولانا اسحاق زاہد ہیں۔ مدینہ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہیں۔ نہایت ہی ملنسار اور خلیق ہیں۔ مختلف مساجد میں درس دیتے ہیں اور ماشاء اللہ ہر ہفتے لوگ درس کا انتظار کرتے ہیں۔

کویت میں کام کرنے والے تمام طبقوں میں یہ بات قدر مشترک ہے کہ حالات نے انہیں حقیقت پسند بنا دیا ہے کسی بھی شعبے میں مبالغہ آمیزی اور ملمہ سازی کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور سچائی حقیقت کی جستجو میں رہتے ہیں۔ یہی باعث ہے کہ وہ لوگ اب سیاسی اور دینی قائدین کے ساتھ جذباتی تعلق کو اہمیت نہیں دیتے۔ کیونکہ ہماری سیاست میں تو ہمیشہ جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے لیکن اب دینی جماعتیں بھی اسے شجر ممنوعہ نہیں سمجھتی۔ اپنی اہمیت اور حیثیت منوانے کے لئے بلند و بالا دعوے کیے جاتے ہیں اور لوگوں کا جم غفیر اکٹھا کرنے کیلئے شعبدہ بازی کی جاتی ہے۔ ان میں بعض جہادی تنظیمیں بھی پیش پیش ہیں اور جب اصل صورت حال سامنے آتی ہے تو نہ صرف نفرت پیدا ہوتی ہے بلکہ بعض دینی کاموں میں مزید شکوک و شبہات جنم لیتے ہیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ لوگ اب خود اس کا محاسبہ کریں اور ایسے لوگوں کا تعاقب خود کریں اور نام نہاد قائدین کو گھر کا راستہ دکھائیں۔

وطن سے دور رہنے والوں کا اہم مسئلہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا ہے۔ اس میں دو طرح کے لوگ شریک ہیں ایک وہ طبقہ جن کے اہل خاندان کے ہمراہ قیام پذیر ہیں۔ ان کے بچے وہاں پاکستانی یا انگریزی سکولوں میں پڑھتے ہیں O` Level یا A` Level تک تعلیم کا اہتمام ہوتا ہے۔ باقی تعلیم کے لئے انہیں پھر پاکستان یا دیگر ممالک میں رجوع کرنا پڑتا ہے۔ البتہ ایسے بچوں کی دینی تعلیم مثلاً قرآن حکیم ناظرہ پڑھنے کا مسئلہ ہمیشہ درپیش ہوتا ہے۔ البتہ عرب ممالک میں اس کا اہتمام پایا جاتا ہے۔ یہ بات نہایت خوش آئندہ ہے کہ ایسے بہت سارے بچے کویت میں ملے جو سکول کی تعلیم کے ساتھ حفظ کی تعلیم بھی حاصل کر رہے ہیں۔ ان میں مولانا عارف جاوید محمدی اور برادر محمد عبداللہ کے بچے شامل ہیں۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جو کویت میں اکیلے رہتے ہیں اور ان کے بچے پاکستان میں ہیں۔ چونکہ خود فکر روزگار میں مصروف ہیں۔ اور ان کی نگرانی اور دیکھ بھال نہیں کر پاتے بیوی موجود ہے لیکن اس کی رسائی تعلیمی اداروں تک نہیں ہے ایسے بچے کہاں وقت گزارتے ہیں سکول جاتے ہیں یا نہیں؟ کیسے ماحول میں وقت گزارتے ہیں اور کن لوگوں کی صحبت

میں بیٹھتے ہیں۔ میں نے بہت سے لوگوں کو اس بات پر پریشان دیکھا اور بار بار یہ استفسار کرتے ہیں کہ کوئی ایسا ادارہ بتائیں جہاں ہمارے بچوں کی تعلیم و تربیت کا عمدہ انتظام موجود ہو۔ اس ضمن میں وہ بھاری فیسیں بھی دینے کو تیار ہیں۔ حقیقت میں یہ ہمارے سماج کا نہایت اہم مسئلہ ہے جس پر گہرے غور وفکر کی ضرورت ہے کیونکہ والد نے بچوں کے روشن مستقبل کی خاطر پردیس میں رہنے اور سوکھی روکھی کھانے کو ترجیح دی اور اپنا پیٹ کاٹ کر بچوں کی پرورش کی اور ان کا مستقبل اپنے بچوں ہی سے وابستہ ہے۔ اگر بچوں کے اخلاق بگڑ گئے بری سوسائٹی سے وابستہ ہو گئے اور ہاتھ سے نکل گئے تو اسے دیار غیر میں رہنے کا کیا حاصل یہ بات بھی شدت سے محسوس کی گئی کہ بچے یہاں نہایت آسودہ زندگی گزارتے ہیں لیکن خاندان کا سرپرست سمندر نہایت کسمپرسی کی حالت میں رہتا ہے۔ اہل درد کیلئے یہ لمحہ فکریہ ہے۔ ہمیں مل جل کر اپنے معاشرہ کو سنوارنا چاہیے اس ضمن میں اساتذہ کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے انہیں سکول یا مدرسہ یا کالج میں اپنی یہ ذمہ داری پوری کرنی چاہیے۔ اور نوجوان کی اصلاح اور اچھی تربیت کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لانا چاہیے۔

کویت کے سفر میں ان لوگوں کو بھی دور سے دیکھنے کا اتفاق ہوا جو امریکی یا مغربی تمدن سے متاثر ہیں اور ان کی دلی خواہش ہے کہ وہی ماحول اور کلچر ان کے ہاں نظر آئے۔ بعض کم عمر نوجوانوں سے ملنے اور بات کرنے کا اتفاق ہوا۔ ان کے تاثرات بھی کوئی اچھے نہ تھے۔ لباس وضع قطع انداز گفتگو میں مغرب کی نقالی جھلکتی ہے۔ اگرچہ کھلے عام اس کا اظہار کویت میں ممکن نہیں لیکن حالیہ عراق جنگ کے بعد کیا صورت بنتی ہے کچھ کہنا مشکل ہے۔

کویت کے سفر میں خطیب پاکستان کے لخت جگر معروف عالم دین مولانا عطاء الرحمٰن شیخوپوری بھی شریک تھے۔ آپ مایہ ناز خطیب ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں لحن داؤدی سے نوازا ہے۔ آپ نے مختلف مساجد میں خطاب کیا اور سینکڑوں لوگ مستفید ہوئے۔ آپ کا انداز بیان بہت شائستہ اور عمدہ ہے۔ توحید ورسالت نہایت خوبصورت پیرائے میں بیان کرتے ہیں کویت میں قیام کے دوران آپ سے بہت سے امور پر تبادلہ خیال ہوا۔ بالخصوص پاکستان کے دینی مدارس کا ماحول' نظام اور نصاب' بحمد اللہ میں نے کشادہ دل اور ہمدرد پایا۔ حالات پہ گہری نظر رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دینی مدارس میں نظم ونسق نصاب کی پابندی' امتحانات کے طریقہ کار کو سختی سے نافذ کرنے کے قائل ہیں اس موقع پر میں نے انہیں تجویز دی کہ وہ خطیب اور مبلغوں کیلئے ایک اکیڈمی بنائیں اور محترم مولانا محمد حسین صاحب حفظہ اللہ کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں۔ ایک سالہ کورس رکھیں جس میں قرآن حکیم کے بعض جزء کے حفظ کے ساتھ ساتھ حفظ حدیث کا اہتمام ہو۔ اور اردو پنجابی ادب پڑھائیں۔ اس سے مستقبل میں اچھے سنجیدہ اور عالم باعمل خطیب میسر آسکیں گے امید ہے اس تجویز کو عملی شکل جلد دیں گے۔

اس معاشرتی زندگی میں رزق حلال کا حصول بہت کٹھن نظر آتا ہے۔ لیکن اگر کوئی کوشش عزم کرلے تو ساری مشکلات از خود ختم ہو جاتی ہیں۔ کویت کے سفر میں ایسے بہت سے دوستوں سے ملاقات ہوئی جنہوں نے اپنے واقعات بیان کئے کہ وہ کس طرح ایک اسلامی طرز زندگی اپنانے میں کامیاب ہوئے۔ وہ اور ان کے افراد خانہ ایک مثالی مسلمانوں کے گھرانے کا نقشہ پیش کرتے ہیں اور ان کی تجارت اب اسلامی اصولوں کے مطابق ہے۔

کویت میں جن احباب نے محبت اور خلوص کا اظہار فرمایا ان کی فہرست تو کافی طویل ہے لیکن بعض دوستوں نے تو کمال الفت کا اظہار کیا جن میں حاجی محمد یعقوب صاحب' حاجی محمد یٰسین اور محمد نعیم صاحبان' بھائی حبیب الرحمٰن اور شکیل احمد صاحب وغیرہ۔

میں آخر میں جمعیت احیاء التراث الاسلامی کے چیئرمین لجنۃ القارہ الہندیۃ کے مدیر اور کویت کے عام احباب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ جنہوں نے بڑی محبت دی اور کمال شفقت اور ہمدردی کا اظہار فرمایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ محاسن اسلام

شخص پر سختی نہیں کی جاسکتی قرآن حکیم میں ہے:

لا اکراہ فی الدین (البقرۃ:۲۵۷)

۵۔ اسلام نے ہر شخص کی چادر اور چار دیواری کا تحفظ دیا ہے کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ بغیر کوئی اس کی اجازت کے اس کے گھر میں داخل ہو سکے قرآن حکیم میں ہے:

یا ایھا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم (النور:۲۷)

۶۔ ہر شخص کو حق ہے کہ وہ غیر اسلامی حکومت پر تنقید کر سکے یا اس کے ناجائز احکام کو تسلیم نہ کرے قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

تعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الأثم والعدوان

(المائدہ:۲)

۷۔ ہر شخص کو اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا حق ہے ربانی فیصلہ ہے:

قل رب زدنی علما (طٰہٰ:۱۱۴)

(جاری ہے)